❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت ایمان
وقت 5-7 منٹ

مؤمنین کا بُلند مقام و مرتبہ اَور فرائض و ذمّہ داریاں

(حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے تناظر میں)

(تقریر نمبر 3)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ (یوسف:54)

یعنی مَیں اپنے نفس کو بَری نہیں ٹھہراتا اور اس کی طرف سے مطمئن نہیں کہ نفس پاک ہو گیا ہے بلکہ یہ تو شریر الحکومت ہے۔

اے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے
کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جدا

(درِ ثمین)

معزز سامعین! ایمان کی ستّر شاخوں کی مناسبت سے ایمان کی حقیقت و اہمیت اور مؤمن کے بلند و بالا مقام و مرتبہ پر تقاریر تیار کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ آج حضرت مسیح موعودؑ کے افاضات کے تناظر میں مؤمنین کا بُلند مقام و مرتبہ اَور فرائض و ذمّہ داریاں بیان ہوں گیں۔ یہ اِس سلسلہ کی دوسری تقریر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام **حقیقی مؤمن کون ہے** کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”غرض مؤمن حقیقی وہی ہے جو حق اللہ اور حق العباد دونوں کو پورے التزام اور احتیاط سے بجا لاوے۔ جو دونو پہلوؤں کو پوری طرح سے مدِّ نظر رکھ کر اعمال بجا لاتا ہے۔ وہی ہے کہ پورے قرآن پر عمل کرتا ہے ورنہ نصف قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ مگر یہ ہر دو قسم کے اعمال انسانی طاقت میں نہیں کہ بزور بازو اور اپنی طاقت سے بجا لانے پر قادر ہو سکے۔ انسان نفس امارہ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور توفیق اس کے شامل حال نہ ہو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ دعائیں کرتا رہے تا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے نیکی پر قدرت دی جاوے اور نفس امارہ کی قیدوں سے رہائی عطا کی جاوے۔ یہ انسان کا سخت دشمن ہے۔ اگر نفس امارہ نہ ہوتا تو شیطان بھی نہ ہوتا۔ یہ انسان کا اندرونی دشمن اور مار آستین ہے اور شیطان بیرونی دشمن ہے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب چور کسی کے مکان میں نقب زنی کرتا ہے تو کسی گھر کے بھیدی اور واقف کار سے پہلے سازش کرنی ضروری ہوتی ہے۔ بیرونی چور بجز اندرونی بھیدی کی سازش کے کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہی وجہ ہے کہ شیطان بیرونی دشمن نفس امارہ اندرونی دشمن اور گھر کے بھیدی سے سازش کر کے ہی انسان کے متاعِ ایمان میں نقب زنی کرتا ہے اور نورِ ایمان کو غارت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ یعنی مَیں اپنے نفس کو بَری نہیں ٹھہراتا اور اس کی طرف سے مطمئن نہیں کہ نفس پاک ہو گیا ہے بلکہ یہ تو شریر الحکومت ہے۔

تزکیہ نفس بڑا مشکل مرحلہ ہے اور مدار نجات تزکیہ نفس پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰٮہَا اور تزکیہ نفس بجز فضل خدا میسّر نہیں آسکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا ۔ اور اس کا قانون جو جذب فضل کے واسطے ہمیشہ سے مقرّر ہے وہ یہی ہے کہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاوے۔ مگر دنیا میں ہزاروں ایسے موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں۔ نیک اعمال بجالاتے ہیں۔ اعمالِ بد سے پرہیز کرتے ہیں۔ اصل میں ان کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان کو اتباع رسول کی ضرورت نہیں مگر یاد رکھو! یہ بڑی غلطی ہے اور یہ بھی شیطان کا ایک بڑا دھوکہ ہے کہ ایسا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

خود اپنے کلام پاک میں تزکیہ اور محبت الٰہی کو مشروط باتباع رسول رکھا ہے تو کون ہے کہ وہ دعویٰ کر سکے کہ مَیں خود بخود ہی اپنی طاقت سے پاک ہو سکتا ہوں۔ سچّا یقین اور کامل معرفت سے پُر ایمان ہر گز ہر گز میسّر ہی نہیں آسکتا جب تک انبیاء کی سچی فرماں برداری اور محبت اختیار نہ کی جاوے گناہ سوز ایمان اور خدا کو دکھا دینے والا یقین بجز اقتداری اور غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیوں کے جو انسانی طاقت اور وہم وگمان سے بالاتر ہوں ہر گز ہر گز میسّر نہیں آسکتا۔ دنیا اپنے کاروبار دنیوی میں جس استغراق اور انہماک سے مصروف ہوتی ہے اور جیسی جیسی جانکاہ اور خطرناک مشکل سے مشکل کوششیں اپنی دنیا کے واسطے کرتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف بھی اسی طرح کی کوشش سے قدم اُٹھاویں اور اس وقت جو ایک آسمانی سلسلہ خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے مقرّر فرمایا ہے۔ اس کی طرف متوجّہ ہوں تو ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ضرور اللہ تعالیٰ ان کے واسطے رحمت کے نشان دکھانے پر قادر ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ لوگ اس پہلو سے لاپرواہیں ورنہ دینی امور اور اعمال کیا مشکل ہیں۔ نماز میں کوئی مشکل نہیں۔ پانی موجود ہے۔ زمین سجدہ کرنے کے واسطے موجود ہے۔ اگر ضرورت ہے تو ایک فرماں بردار اور پاک دل کی جس کو محبت الٰہی کی سچی تڑپ ہو۔ دیکھو! اگر ساری نمازوں کو جمع کیا جاوے اور ان کے وقت کا اندازہ کیا جاوے تو شاید ایک گھڑی بھر میں ساری پوری ہو سکیں۔ آخر پاخانہ بھی جاتے ہیں۔ اگر اتنی ہی قدر نماز کی ان لوگوں کے دلوں میں ہو تو بھی یہ نماز کو ادا کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس اسلام اس وقت بہت خطرے میں ہے اور مسلمان درحقیقت نورِ ایمان سے بے نصیب ہیں۔ اگر کسی کو ایک مہلک مرض لگ جاوے تو کیسا فکر لگ جاتا ہے مگر اس روحانی جذام کی کسی کو بھی پرواہ نہیں جس کا انجام جہنم ہے۔“

(ملفوظات جلد10 ایڈیشن 1984ء صفحہ 290-292)

حقیقی مومن کبھی ضائع نہیں جاتا۔ فرمایا:

”جو شخص سچے جوش اور پورے صدق اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ یہ یقینی اور سچی بات ہے کہ جو خدا کے ہوتے ہیں خدا ان کا ہوتا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کی نصرت اور مدد کرتا ہے بلکہ ان پر اپنے اس قدر انعام و اکرام نازل کرتا ہے کہ لوگ ان کے کپڑوں سے بھی برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جو دعا سکھائی ہے تو یہ اس واسطے ہے کہ تا تم لوگوں کی آنکھ کھلے کہ جو کام تم کرتے ہو دیکھ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا ہے۔ اگر انسان ایک عمل کرتا ہے اور اس کا نتیجہ کچھ نہیں تو اس کو اپنے اعمال کی پڑتال کرنی چاہئے کہ وہ کیسا عمل ہے جس کا نتیجہ کچھ نہیں۔“

(ملفوظات جلد10 ایڈیشن 1984ء صفحہ 44)

سامعین! کامل مومن ضائع نہیں جاتا بلکہ اُس سے لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔ فرمایا:

”ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ بڑے نمونے سے اَوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مَیں اگر چہ آپ کی جماعت میں ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے البتہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہیے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔ انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔

ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے ان کا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھے۔ سمندر میں طوفان آگیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اس کی دُعا سے بچا لیا گیا اور دُعا کے وقت اس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا۔ مگر یہ باتیں نرا زبانی جمع خرچ کرنے سے حاصل نہیں ہوتیں۔ دیکھو! ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ دیا ہے۔ اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ۔ مگر دیکھو! ان میں غافل عورتیں بھی ہیں۔ مختلف طبائع اور حالات کے انسان ہیں۔ خدانخواستہ اگر ان میں سے کوئی طاعون سے مر جاوے یا جیسا کہ بعض آدمی ہماری جماعت میں سے طاعون سے فوت ہو گئے ہیں تو ان دشمنوں کو ایک اعتراض کا موقعہ ہاتھ آگیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَھُمۡ بِظُلۡمٍ بہر حال جماعت کے افراد کی کمزوری یا بُرے نمونہ کا اثر ہم پر پڑتا ہے اور لوگوں کو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ پس اس واسطے ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔ جب تک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی پاک ہو گیا۔ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ۔“ (ملفوظات جلد10 ایڈیشن 1984ء صفحہ 137-138)

مؤمن خدا کی عظمت کو مقدم کرتا ہے۔ فرمایا:

”یاد رکھو! کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند نہیں ہو سکتی جیسا کہ خدا تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے ایسے ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے جبتک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو خدا تعالیٰ کیفیت کو چاہتا ہے۔ خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی عزّت اور عظمت کے لئے جوش رکھتے ہیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں اور کوئی دوسرا ان کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ جب تک کیفیت نہ ہو انسان ترقی نہیں کر سکتا گویا خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اس کے لئے جوش نہ ہو کوئی لذّت نہیں دے گا۔

ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک تمنّا ہوتی ہے پر مؤمن نہیں بن سکتا جب تک ساری تمنّاؤں پر خدا تعالیٰ کی عظمت کو مقدم نہ کرلے۔ ولی قریب اور دوست کو کہتے ہیں۔ جو دوست چاہتا ہے وہی یہ چاہتا ہے تب یہ ولی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ چاہیئے کہ یہ خدا تعالیٰ کے لئے جوش رکھے۔ پھر یہ اپنے ابنائے جنس سے بڑھ جائے گا۔ خدا تعالیٰ کے مقرّب لوگوں میں سے بن جائے گا۔ مُردوں کی طرح نہیں ہونا چاہیئے کہ مُردہ کے منہ میں ایک شئے ایک طرف سے ڈالی جاتی ہے تو دوسری طرف سے نکل آتی ہے۔ اسی طرح شقاوت کے وقت کوئی چیز اچھی ہو اندر نہیں جاتی۔

یاد رکھو کہ کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہیں ہوتا جبتک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو۔ ذاتی جوش نہ ہو۔ جس کے ساتھ کوئی ملونی ذاتی فوائد اور منافع کی نہ ہو۔ ایسا ہو کہ خود بھی نہ جانے کہ یہ جوش میرے میں کیوں ہے۔ بہت ضرورت ہے کہ ایسے لوگ بکثرت پیدا ہوں مگر سوائے خدا کے ارادہ کے کچھ ہو نہیں سکتا اور جو لوگ اس طرح دینی خدمات میں مصروف ہوئے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ خدا پر کوئی احسان نہیں کرتے۔ جیسا کہ ہر ایک فصل کے کاٹنے کا وقت آجاتا ہے ایسا ہی مفاسد کے دُور کر دینے کا اب وقت آگیا ہے۔ تثلیث پرستی حد کو پہنچ گئی ہے۔ صادق کی توہین و گستاخی انتہا تک کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدر مکھی اور زنبور جتنا نہیں کیا گیا۔ زنبور سے بھی آدمی ڈرتا ہے اور چیونٹی سے بھی اندیشہ کرتا ہے۔ مگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنے میں کوئی نہیں جھجکا۔ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کے مصداق ہو رہے ہیں۔ جتنا منہ اُن کا کھل سکتا ہے۔ انہوں نے کھولا اور منہ پھاڑ پھاڑ کر سبّ و شتم کئے۔ اب وہ وقت واقعی آگیا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کا تدارک کرے۔ ایسے وقت میں وہ ہمیشہ ایک آدمی کو پیدا کیا کرتا ہے۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وہ ایسے آدمی کو پیدا کرتا ہے جو اس کی عظمت و جلال کے لئے بہت ہی جوش رکھتا ہو۔ باطنی مدد کا اس آدمی کو سہارا ہوتا ہے۔ دراصل سب کچھ خدا تعالیٰ آپ کرتا ہے مگر اس کا پیدا کرنا صرف ایک سنّت کا پورا کرنا ہوتا ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کو قرآن کریم میں نصیحت کی تھی کہ اپنے دین میں غلوّ نہ کریں پر انہوں نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا اور پہلے وہ صرف ضالّین تھے پر اب مضلّین بھی بن گئے۔ خدا تعالیٰ کے صحف قدرت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بات حد سے گزر جاتی ہے تو آسمان پر تیاری کی جاتی ہے۔ یہی اس کا نشان ہے کہ اب تیاری کا وقت آگیا ہے۔ سچے نبی رسول مجدّد کی بڑی نشانی یہی ہے کہ وہ وقت پر آوے، ضرورت کے وقت آوے۔ لوگ قسم کھا کر کہیں کہ کیا یہ وقت نہیں کہ آسمان پر کوئی تیاری ہو۔

مگر یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ سب کچھ آپ کرتا ہے۔ ہم اور ہماری جماعت اگر سب کے سب حُجروں میں بیٹھ جاویں تب بھی کام ہو جاوے گا اور دجّال کو زوال آوے گا۔ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا اس کا کمال بتاتا ہے کہ اب اس کے زوال کا وقت ہے۔ اس کا ارتفاع ظاہر کرتا ہے کہ اب وہ نیچا دیکھے گا۔ اس کی آبادی اس کی بربادی کا نشان ہے۔ ہاں ٹھنڈی ہوا چل پڑی ہے۔ خدا تعالیٰ کے کام آہستگی کے ساتھ ہوتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 10 ایڈیشن 1984ء صفحہ 179-180)

مؤمن خود ایک جماعت ہے۔ فرمایا:

”ہمارے پاس تو جب کوئی اس قسم کا خط آتا ہے کہ مَیں اکیلا ہوں تو ہمیں اس کے ایمان ہی کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ مؤمن خود جماعت ہے۔ مؤمن اکیلا کبھی نہیں رہتا۔ جس کا خدا تعالیٰ پر ایمان کامل ہوتا ہے خدا تعالیٰ اسے اکیلا نہیں رہنے دیتا۔“

(ملفوظات جلد 10 ایڈیشن 1984ء صفحہ 230)

مؤمن ضائع نہیں کیا جاتا۔ فرمایا:

”مَیں تو کبھی نہیں مان سکتا کہ جو شخص دل سے خدا تعالیٰ کی طرف قدم رکھے وہ ضائع ہو۔ مؤمن آدمی کبھی ضائع نہیں کیا جاتا۔ اس کو دین بھی ملتا ہے اور دُنیا میں بھی عزّت ملتی ہے اور مال بھی۔“

(ملفوظات جلد 9 ایڈیشن 1984ء صفحہ 409)

سامعین! سچا مومن وہ ہے۔ فرمایا:

"یاد رکھو کہ یہ جماعت اس بات کے واسطے نہیں کہ دولت اور دنیا داری ترقی کرے اور زندگی آرام سے گزرے۔ ایسے شخص سے تو خدا تعالیٰ بیزار ہے۔ چاہئے کہ صحابہؓ کی زندگی کو دیکھو، وہ زندگی سے پیار نہ کرتے تھے، ہر وقت مرنے کے لئے تیار تھے۔ بیعت کے معنے ہیں اپنی جان کو بیچ دینا۔ جب انسان زندگی کو وقف کر چکا تو پھر دنیا کے ذکر کو درمیان میں کیوں لاتا ہے؟ ایسا آدمی تو صرف رسمی بیعت کرتا ہے۔ وہ تو کل بھی گیا اور آج بھی گیا۔ یہاں تو صرف ایسا شخص رہ سکتا ہے جو ایمان کو درست کرنا چاہیے۔ انسان کو چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے۔ وہ تو ایسے تھے کہ بعض مَر چکے تھے اور بعض مرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کے سوائے بات نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ کنارہ پر کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں تا کہ ابتلا دیکھ کر بھاگ جائیں وہ فائدہ نہیں حاصل کر سکتے۔ دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ کوئی ذرا سی تکلیف ہو تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتے ہیں اور آرام کے وقت خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ کیا لوگ چاہتے ہیں کہ امتحان میں سے گزرنے کے سوا ہی خدا خوش ہو جائے۔ خدا تعالیٰ رحیم کریم ہے۔ مگر سچا مؤمن وہ ہے جو دنیا کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دے۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ ابتدا میں مؤمن کے واسطے دنیا جہنم کا نمونہ ہو جاتی ہے۔ طرح طرح کے مصائب پیش آتے ہیں اور ڈراؤنی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں تب وہ صبر کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اُن کی حفاظت کرتا ہے۔

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنت ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ جو متفق ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے اور اس کو حیاۃِ طیبہ حاصل ہوتی ہے۔ اس کی سب مُرادیں پوری کی جاتی ہیں۔ مگر یہ بات ایمان کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ ایک شخص کے اپنے دل میں ہزار گند ہوتا ہے۔ پھر خدا پر شک لاتا ہے اور چاہتا ہے کہ مؤمنوں کا حصہ مجھے بھی ملے۔ جب تک انسان پہلی زندگی کو ذبح نہ کر دے اور محسوس نہ کر لے کہ نفس امّارہ کی خواہش مر گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت دل میں بیٹھ نہ جائے تب تک مؤمن نہیں ہوتا۔ اگر مؤمن کو خاص امتیاز نہ بخشا جائے تو مؤمنوں کے واسطے جو وعدے ہیں وہ کیونکر پورے ہوں گے۔ لیکن جب تک دورنگی اور منافقت ہو تب تک انسان کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک ایسی جماعت بنائے گا جو ہر جہت میں سب پر فوقیت رکھے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کا فضل کرے گا۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔ ہاں کمزوری میں اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے۔ جو شخص کمزور ہے اور ہاتھ اٹھاتا ہے کہ کوئی اس کو پکڑے اور اُٹھائے، اس کو اُٹھایا جائے گا۔ مگر مؤمن کو چاہیے کہ اپنی حالت پر فارغ نہ بیٹھے۔ اس سے خدا راضی نہیں ہے۔ ہر طرح سے کوشش کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے جو سامان ہیں وہ سب مہیا کئے جائیں۔

ریاکار انسان بے فائدہ کام کرتا ہے۔ مؤمن کو تو خداوند تعالیٰ خود بخود شہرت دیتا ہے۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ مسجدوں میں لمبی نمازیں پڑھا کرتا تھا تا کہ لوگ اُسے نیک کہیں لیکن جب وہ بازار سے گزرتا تو لڑکے بھی اسی کی طرف اشارہ کرتے اور کہتے کہ یہ ایک ریاکار آدمی ہے جو دکھلاوے کی نمازیں پڑھتا ہے۔ ایک دن اس شخص کو خیال ہوا کہ مَیں لوگوں کا کیوں خیال رکھتا ہوں اور بے فائدہ محنت اُٹھاتا ہوں۔ مجھے چاہیے کہ اپنے خدا کی طرف متوجّہ ہو جاؤں اور خالص خدا کی خاطر عبادت کروں۔ یہ بات سوچ کر اس نے سچی توبہ کی اور اپنے اعمال کو خدا کے واسطے خاص کر دیا اور دنیوی رنگ کی نمازیں چھوڑ دیں اور علیحدگی میں بیٹھ کر دعائیں کرنے لگا اور اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھنا چاہا۔ تب وہ جس کوچہ سے گزرتا۔ لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے کہ یہ ایک نیک بخت آدمی ہے۔

سچا مؤمن وہ ہے جو کسی کی پرواہ نہ کرے۔ خدا تعالیٰ خود ہی سارے بندوبست کر دے گا۔ لوگوں کی تکلیف دہی کی پرواہ نہیں رکھنی چاہیے۔ دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ دوستی پکّی کرتا ہے تو دنیا کے لوگ اپنی دوستی کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہ کون دوست ہے جس کے ساتھ سلوک کیا جاوے تو وہ بے تعلقی ظاہر کی ہے۔ ایک چور کے ساتھ ہمارا سچا تعلّق ہو تو وہ بھی ہمارے گھر میں نقب زنی نہیں کرتا۔ تو کیا خدا تعالیٰ کی وفا چور کے برابر بھی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیا داروں میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں۔ دنیا داروں کی دوستی میں تو غدر بھی ہے۔ تھوڑی سی رنجش کے ساتھ دنیا دار دوستی توڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے تعلقات پکّے ہیں۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے۔ اس کے گھر میں برکت دیتا ہے۔ اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ نوافل کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ سے تعلّق پیدا کرتا ہے۔ نوافل ہر شئے میں ہوتے ہیں۔ فرض سے بڑھ کر جو کچھ کیا جائے وہ سب نوافل میں داخل ہے جب انسان نوافل میں ترقی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کرنے والے بھی غنی، بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی تکذیب کی کچھ پروا نہیں رکھتے۔ جو لوگ خلقت کی پرواکرتے ہیں وہ خلق کو معبود بناتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندوں میں ہمدردی بہت ہوتی ہے مگر ساتھ ہی ایک بے نیازی کی صفت بھی لگی ہوئی ہے۔ وہ دنیا کی پروا نہیں کرتے۔ آگے خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ دنیا کھچی ہوئی ان کی طرف چلی آتی ہے۔

ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہیے کہ نِری لفاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشا کو پورا کرنے والی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ اگر تم میں مکر، فریب، کسل اور سُستی پائی جائے تو تم دوسروں سے پہلے ہلاک کئے جاؤ گے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے بوجھ کو اُٹھائے اور اپنے وعدے کو پورا کرے، عمر کا اعتبار نہیں۔ دیکھو! مولوی عبد الکریم صاحب فوت ہو گئے۔ ہر جمعہ میں ہم کوئی نہ کوئی جنازہ پڑھتے ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے اب کر لو۔ جب موت کا وقت آتا ہے تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔ جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔ اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے حیلہ سے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا میں شامل ہو جاؤ۔ جس طرح بیمار طبیب کے پاس جاتا، دوائی کھاتا مسہل لیتا، خون نکلواتا، ٹکور کرواتا اور شفا حاصل کرنے کے واسطے ہر طرح کی تدبیر کرتا ہے۔ اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دُور کرنے کے واسطے ہر طرح کی کوشش کرو۔ صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔ صدقہ خیرات کرو۔ جنگلوں میں جا کر دعائیں کرو۔ سفر کی ضرورت ہو تو وہ بھی کرو۔ بعض آدمی پیسے لے کر بچوں کو دیتے پھرتے ہیں کہ شاید اسی طرح کشوف باطن ہو جائے۔ جب باطن پر قفل ہو جائے تو پھر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالے حیلے کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔ جب انسان تمام حیلوں کو بجالاتا ہے تو کوئی نہ کوئی نشانہ بھی ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 8 ایڈیشن 1984ء صفحہ 185-189)

سامعین! مومن کبھی غمگین نہیں ہوتا۔ فرمایا:

"اگر انسان کا وجود اللہ تعالیٰ کے بغیر ہوتا تو کچھ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی۔ مگر اب تو ذرّہ ذرّہ کی حفاظت وہ ایک ذات کر رہی ہے۔ پھر کس بات کا غم اور خوف ہے۔ اس کی قدرتیں عجیب ہیں اور اس کے تصرّفات بے نظیر۔ قادر خدا کو مان کر مؤمن کبھی غمگین نہیں ہوتا۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے۔ اسی میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ مؤمن اور غیر مؤمن میں ایمان ہی کا تو فرق ہے۔ دہریہ مزاج اور اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لانے والے کی زندگی اس وقت تک عمدہ اور بے خوف و خطر ہوتی ہے۔ جب تک اس پر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا۔ لیکن جب خفیف سی مشکلات بھی آکر ظاہر ہوتی ہیں تو اس کی عقل مار دیتی ہیں اور وہ ان کی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کی امید اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہی نہیں اور اسباب اُسے مایوس کر دیتے ہیں۔ ایسی حالت میں ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آجانے پر بعض اوقات یہ لوگ خودکشیاں کر لیتے ہیں۔ یورپ میں جہاں دہریوں کی کثرت ہے وہاں اس قدر خودکشیاں ہوتی ہیں کہ کسی اَور ملک میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ ہمّ و غم اور مصائب کی برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کے دل کمزور ہو جاتے ہیں۔ لیکن بر خلاف اس کے مؤمن قوی دل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا بھروسہ خدا تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ اس پر اگر مصائب آئیں تو وہ اس کو پست ہمت نہیں بناتیں بلکہ وہ مصائب میں اَور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے۔ اس کا ایمان پہلے سے اَور زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور سچ پوچھو تو ایمان کا مزہ اور لذّت انہیں دنوں میں آتی ہے اور ایمان انہیں ایام کے لئے ہوتا ہے۔ صحت کی حالت میں جبکہ نہ کوئی مالی غم ہو نہ جانی بلکہ ہر قسم کی آسائش اور امن ہو اس وقت کافر اور غیر کافر کی حالت یکساں ہو سکتی ہے لیکن مصیبت اور بیماری اور دوسری مشکلات میں ان باتوں کا امتحان ہو جاتا ہے اور ثابت ہو جاتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ سے قوی تعلّق رکھتا ہے اور اس کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہے اور کون اس کا شکوہ کرتا ہے اور اس سے ناراض ہوتا ہے۔ مصیبت اور دُکھ، ایمان کا ایک کامل معیار ہے اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ کون صبر کرتا ہے۔ صبر کیا ہے؟ یہ بھی ایمان ہی کا نتیجہ ہے۔ مصیبتوں میں جب مؤمن صبر کرتا ہے تو یہ صبر بھی ایک نئے رنگ کا صبر معلوم ہوتا ہے کہ کافر اس صبر میں مشابہت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کا معاملہ بھی ایک نئے رنگ کا معاملہ ہوتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایک نیا خدا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس پر ایمان لا کر معرفت میں ترقی ہوتی ہے۔ جب مشکلات اور مصائب کی وجہ سے مؤمن دعائیں کرتا ہے۔ تو دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو وہ مصائب بجائے خود اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں۔ دوسرے ان دعاؤں کے ذریعہ ان سے نجات بھی ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر اور اس کی قدرتوں پر ایمان بڑھتا ہے۔ مصیبت سے انسان کی زندگی کبھی خالی نہیں رہ سکتی۔ کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی مصیبت انسان پر آہی جاتی ہے۔ خواہ بیماری کے رنگ میں ہو خواہ عزّت و آبرو کے متعلق ہو یا مال و اسباب کی صورت میں ہو۔ لیکن مؤمن کی مصیبت اس پر سہل ہو جاتی ہے اور اس کے گناہوں کا کفّارہ ہوتی ہے۔ وہ اس مصیبت کو اپنے لئے خدا تعالیٰ سے تعلقات بڑھانے کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ہے مگر وہی مصیبت بے ایمانوں کے لئے عذاب کے رنگ میں ہو جاتی ہے۔ کبھی دوسرے کو مصیبت میں دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ تو ایک عبرت کا مقام ہے۔ خود بھی اس کے لئے تیار رہنا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 8 ایڈیشن 1984ء صفحہ 43-45)

مؤمن ہمیشہ جماعت بنا ہی لیتا ہے۔ فرمایا:

”اگر ایک آدمی بھی متقی اور صالح کسی مقام پر ہو جو اشاعتِ حق کے لئے پورا جوش رکھتا ہو تو خدا تعالیٰ اس میں قوّت جاذبہ پیدا کر دیتا ہے اور وہ ایک جماعت بنا ہی لیتا ہے کیونکہ مؤمن کبھی اکیلا نہیں رہ سکتا۔ یہ نہیں کہ صرف معجزات کے ذریعہ سے ہی لوگوں پر حجّت پوری کی جاتی ہے۔ بلکہ مؤمن میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوّت جذب رکھی ہے۔ سعید لوگ اس کی طرف کھنچے جاتے ہیں اور غیر سعید لوگ بھی سلسلہ حقّہ کی خدمت میں لگائے جاتے ہیں۔ ان کے سپرد یہ خدمت کی جاتی ہے کہ سلسلہ حقّہ کی مخالفت میں شور و غوغا مچا کر اس کی تشہیر کریں اور اس کی تبلیغ کو دُور تک پہنچا دیں۔ مؤمن میں قوّت جاذبہ ضرور ہوتی ہے جب مَیں براہین لکھتا تھا تو یہ الہام ہوا تھا کہ ہر ایک دُور کی راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ اس وقت ایک بھی آدمی میرے ساتھ نہ تھا اور یہ کتاب وہ ہے جو ہر ایک فرقہ عیسائی ہندو، برہمو، آریہ اور سب مخالفین کے پاس ہے۔ مولوی محمد حسین نے اس پر بڑا ریویو لکھا تھا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ پیشگوئیاں ہم نے بنائی ہیں یا ایسے زمانہ میں لکھی گئی تھیں کہ لوگ آیا جایا کرتے تھے۔ ایسے وقت میں یہ الہامات شائع ہوئے اور کئی ایک زبانوں میں عربی، فارسی، اردو، انگریزی، عبرانی، سب زبانوں میں الہامات ہوئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ ہر ایک زبان گواہ رہے اور اس کتاب کی عظمت ہو اور اس میں یہ بھی ایک راز معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک زبان کے لوگ گواہ ہوں گے اور اس جماعت میں داخل ہوں گے۔“

(ملفوظات جلد 8 ایڈیشن 1984۔ صفحہ 199)

مؤمن ابو بکر، عمر، عثمان، علی کے رنگ پیدا کریں۔ فرمایا:

”غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو۔ دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں۔ یہ صرف زبانوں پر حساب ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مؤمن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ اُنہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔ اب جو کچھ ہے وہ دنیا ہی کے لئے ہے اور اس قدیم استغراق دنیا میں ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دنیا کے لئے، عمارت ہے تو دنیا کے لئے بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دنیا کے لئے۔ دنیاداروں کے قرب کے لئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس ذرّہ بھی نہیں اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اعتراف اور قبولیت کا اتنا ہی منشا تھا جو سمجھ لیا گیا ہے؟ یا وہ بلند غرض ہے۔ مَیں تو یہ جانتا ہوں کہ مؤمن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اس سے تسلّی پاتا ہے۔ اب تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اُسے حاصل ہے؟ مَیں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہو گئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ ان حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور روح پیدا کی جاوے۔“

(ملفوظات جلد 8 ایڈیشن 1984۔ صفحہ 260-261)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)